میرے ناول کوعنوان ''اردو ناول میں موضوعاتی تنوع'' ہے اس عنوان سے فوری طور پر یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ میرے مقالے میں اردو ناول کا مطالعہ موضوعاتی وفکری حوالے سے کیا گیا ہے۔ تاہم یہ سمجھنا درست نہ ہوگا کہ میں نے اردو ناول کے اس مطالعے میں فنی واسلوبیاتی پہلوؤں کو یکسر نظر انداز کردیا ہے۔ یہ ضرور ہے کہ میں نے اپنے موضوع کے تقاضے کے مطابق ترجیحاً اردو ناول کے موضوعات ہی کو پیش نظر رکھا ہے لیکن جہاں اور جس قدر مناسب معلوم ہوا۔ میں نے اہم فنی واسلوبیاتی پہلوؤں کی نشاندہی کردی ہے۔ میں نے ہر ممکن کوشش کی ہے کہ میں اپنے موضوع کے ساتھ انصاف کروں اور اردو ناول کا مطالعہ اس انداز سے کروں کے یہ تازگی کا حامل ہوجائے۔ میں نے اپنے موضوع کا جامعیت کے ساتھ احاطہ کرنے کے لیے زیرنظر مقالے کو پانچ ابواب میں تقسیم کیا ہے۔ ان ابواب سے اردو ناول کی تاریخ اور ارتقائی روایت بھی سامنے آجاتی ہے اور مختلف ادوار میں ترجیحی موضوعات اور ان سے متعلق غالب رجحانات کا بھی احاطہ ہوجاتا ہے۔ اجمالاً ان ابواب کا تذکرہ یوں کیا جاسکتا ہے۔

باب اوّل: ''انیسویں صدی میں ناول کے موضوعات'' کے زیرعنوان ہے اس میں ایک تو اردو میں ناول کی صنف کے ورود کے اسباب جاننے کی کوشش کی گئی ہے۔ دوسرا فکشن کی داستان سے ناول کی طرف آمد کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ اسی طرح اردو ناول نگاری کا آغاز کرنے والے معروف ادیب ڈپٹی نذیر احمد دہلوی اور ان کے ہم عصر علی گڑھ تحریک کے حامی مولانا حالی کا اصلاحی قصے کے حوالے سے تذکرہ کرنے کے بعد اس عہد کے نمائندہ ناول نگاروں، سجاد حسین، شرر، شرشار اور رسوا کے ناولوں کا موضوعاتی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔

باب دوم: ''بیسویں صدی کا ابتدائی دور اور ناول کے موضوعات'' کے زیرعنوان ہے۔ یہ دور اردو ناول کے ارتقائی سفر میں بہت اہمیت کا حامل ہے۔ اس دور میں اردو ناول نے رومانویت اور مثالیت کے دامن میں رہتے ہوئے موضوعاتی وسعت اختیار کی۔ انیسویں صدی کے ناول میں جو رجحانات پیدا ہوگئے تھے ان کا تسلسل بھی اس دور کے ناول نگاروں کے ہاں نظر آتا ہے اور ساتھ ہی ساتھ دیگر رجحانات بھی جگہ بناتے دکھائی دیتے ہیں۔ اس دور کے نمائندہ ناول نگاروں میں سرفراز حسین عزمی دہلوی، راشد الخیری، پریم چند، نیاز فتح پوری، مرزا محمد سعید، علی عباس حسینی اور قاضی عبدالغفار شامل ہیں۔

باب سوم: ''ترقی پسند مصنفین کے ناول اور ان کے موضوعات'' جیسا کہ عنوان ہی سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس باب میں ان ناول نگاروں کے ناول زیر بحث آئے ہیں جو ترقی پسند تحریک (۱۹۳۶ء) کے ساتھ ذہنی مناسبت اور قلبی وابستگی رکھتے تھے۔ ان ناول نگاروں نے سماجی حقیقت نگاری کو اساس بناتے ہوئے معاشرے کے مختلف طبقات کی آویزش کو نمایاں کیا۔ ان ناول نگاروں میں سجاد ظہیر، کرشن چندر، عزیز احمد اور عصمت چغتائی کے نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ اگر یہ ناول نگار نہ ہوتے تو اردو ناول کا زندگی کے ساتھ جتنا گہرا رشتہ قائم ہو چکا ہے یہ کبھی نہ ہو پاتا۔

باب چہارم: ''ناول کے موضوعات آزادی کے بعد'' ہے۔ ۱۹۴۷ء میں نوآبادیاتی دور کا خاتمہ ہوا اور ہندوستان دو آزاد ریاستوں میں منقسم ہو گیا۔ ان دونوں ریاستوں یعنی بھارت اور پاکستان میں مخصوص سیاسی اور سماجی پس منظر میں رہتے ہوئے ناول نگاری کا تسلسل جاری رہا۔ ہجرت نے قتل و غارت کی داستان رقم کی لیکن نئے اجتماعی خوابوں کی تعبیر کے امکانات بھی پیدا ہوئے۔ چنانچہ آزادی کے بعد کے ناول نگاروں نے اس حوالے سے مختلف موضوعات کو اپنے زاویہ نگاہ سے دیکھا اور ناول کے فن کا جامہ پہنایا۔ اس دور کی کم وبیش چار دہائیاں اردو ناول میں عالمی سطح کے تخلیقی فن پاروں کو منصۂ شہود پر لائیں۔

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ اس دور میں ممتاز مفتی، فضل احمد کریم فضلی، حیات اللہ انصاری، محمد احسن فاروقی، راجندر سنگھ بیدی، شوکت صدیقی، خدیجہ مستور، قرۃ العین حیدر اور جمیلہ ہاشمی نے ہمیشہ زندہ رہنے والے ناول تخلیق کیے۔

باب پنجم: ''عصرِ حاضر کے اردو ناول کے موضوعات'' کے عنوان سے قائم کیا گیا ہے۔ یہ باب اس لحاظ سے اہمیت کا حامل ہے کہ اس میں بیسویں صدی کے اواخر اور اکیسویں صدی کے اوائل میں لکھے گئے چیدہ چیدہ ناولوں اور ان کے مصنفین کا تعارف پیش کرتے ہوئے اردو ناول کی داستان کو تکمیل کے مراحل تک پہنچایا گیا ہے۔ اس عہد میں انتظار حسین، بانو قدسیہ، عبداللہ حسین، انور سجاد، شمس الرحمٰن فاروقی، انیس ناگی، مستنصر حسین تارڑ اور مرزا اطہر بیگ نے عمدہ ناول نگاری کی اور اس دنیا کو اپنا موضوع بنایا جو عالمی گاؤں (Global Village) کا درجہ اختیار کر چکی ہے۔ مذکورہ باب کے بعد میں نے محاکمہ کی ذیل میں گذشتہ ابواب میں پیش کیے گئے مباحث کا ایجاز و اختصار کے ساتھ احاطہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ نیز نتائج کا استخراج کیا ہے۔ بحیثیت مجموعی میرا مقالہ مختلف ادوار سے متعلق نمائندہ ناول نگاروں اور ان کے نمائندہ ناولوں کا ایک ایسا مطالعہ پیش کرتا ہے جس سے موضوعاتی تنوع کا واضح طور پر احاطہ ہو جاتا ہے۔ توقع کی جاتی ہے کہ میری یہ کاوش آپ جیسے اہل نظر کی نگاہ میں کسی نہ کسی حد تک اعتبار قائم کر سکے گی اور میں سمجھتی ہوں کہ اگر میرا یہ اردو ناول پر آنے والے وقتوں میں تحقیق کرنے والوں کے لئے مددگار ثابت ہو سکا تو یہ میری کامیابی ہوگی۔

مقالے اور اس کے ابواب کے مختصر تعارف کے بعد اب مجھے ایک خوشگوار فریضہ ادا کرنا ہے۔ یعنی اظہار تشکر کا مرحلہ، سب سے پہلے مجھے خدائے واحد کا شکریہ ادا کرنا ہے جس نے قلم کے ذریعے علم سکھایا اور انسان کو تقریر و تحریر، کی صورتوں میں بیان کی قوت دی اسی طرح مجھے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور اظہار تشکر کرنا ہے جن کے آگے تمام علوم ہیچ ہیں مجھ عاجز کو انہی ہستیوں نے اس لائق بنایا کہ میں اردو تحقیق میں اپنی بساط کے مطابق اپنا حصہ ڈال سکوں۔ ان کے بعد میں اپنے روحانی استاد جناب عرفان الحق صاحب کی تہہ دل سے مشکور ہوں